

روزہ اور اس کے مقاصد

جناب عبدالرشید عراقی صاحب - موہدرہ -

اسلام کے چار بنیادی ارکان میں روزہ ایک اہم رکن ہے اور روزہ کے بارے میں قرآن مجید

میں ارشاد ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ
مِن قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ

”اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کیے گئے۔ جیسا کہ ان لوگوں پر فرض کیے گئے

جو تم سے پہلے تھے، عجب نہیں کہ تم متقی بن جاؤ۔“

یہودیوں کا روزہ | یہودی مذہب میں بھی روزہ کا ثبوت ملتا ہے اور اس میں ایک روزہ وہ ہے،

جو کفارہ کے طور پر رکھا جاتا ہے اور اس کے علاوہ مسلسل روزہ بھی ہے جن کا تعلق قدیم حوادث اور واقعات سے ہے۔ اور ان روزوں کے علاوہ کچھ روزے اور بھی ہیں جو ان مختلف المناک حوادث کی یاد میں رکھے جاتے ہیں، جو یہودیوں کو پیش آئے۔

روزہ یہودیوں میں اشراق کے وقت شروع ہوتا ہے اور رات کے پہلے تارہ تک جاری رہتا

ہے۔ سوائے اس روزہ کے جو کفارہ کے لیے ہے۔ اور سنی کے نوبی روزہ رکھا جاتا ہے۔ یہ روزہ

شام سے شام تک چلتا ہے۔ عام روزوں کے لیے کوئی خاص احکام و قوانین نہیں ہیں۔ روزہ میں صدقہ

دینے اور مساکین کو کھانا کھلانے کی بھی ترغیب دی گئی ہے۔ خصوصاً رات کے اس کھانے کی غریبوں
 لتقسیم پر جو معمولاً تیار کیا جاتا ہے، زیادہ زور دیا گیا ہے۔

عیسائیوں کا روزہ | عیسائی مذہب میں بھی روزہ کا ثبوت ملتا ہے لیکن اس کی تفصیل اور تشریح کہ تاہر مشکل
 ہے۔ روزہ کے طریقہ و احکام میں بھی اختلاف ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ مسیحی شریعت فقہ اور احکام کے
 لحاظ سے دوسرے مذاہب سے پیچھے ہے۔ عیسائی مؤرخین نے جو یہ لکھا ہے کہ حضرت مسیح نے اپنی
 نبوت کے آغاز سے قبل ۴۰ دن روزہ رکھا تھا اور یہ کفارہ کا روزہ تھا۔ اس کا کوئی ٹھوس ثبوت نہیں
 ملتا۔ عام طور پر عیسائی راہبوں اور پادریوں کی طرف سے یہ ثبوت ملتا ہے کہ جنسی ترغیبات کے مقابلہ
 کے لیے وہ روزہ کی تلقین کرتے تھے۔

ہندو مذہب اور روزہ | ہندو مذہب میں بھی روزہ کا ثبوت ملتا ہے۔ مسٹر مہادیوان صدر شعبہ
 فلسفہ اور اس یونیورسٹی لکھتے ہیں:

ان تہواروں میں جن کو سالانہ منایا جاتا ہے، بعض تہوار روزہ رت کے
 لیے مخصوص ہیں جو تزکیہ نفس کے لیے رکھا جاتا ہے۔ ہر ہندو فرقہ نے دعا و عبادت
 کے لیے کچھ دن مقرر کر لیے ہیں، جن میں اکثر افراد روزہ رکھتے ہیں اور کھانے پینے سے
 باز رہتے ہیں۔ رات بھر جاگ کر اپنی مذہبی کتابوں کی تلاوت کرتے اور مراقبہ کرتے ہیں۔
 ان میں سب سے اہم اور مشہور تہوار جو مختلف فرقوں میں رائج ہے "دیکیتا ایکاموشی"
 کا تہوار ہے جو دشمنوں کی طرف تسویب ہے، لیکن اس میں صرف دشمنوں کے ماتھے مارے
 نہیں بلکہ دوسرے بہت سے لوگ بھی روزہ رکھتے ہیں۔ اس تہوار میں دن میں روزہ
 رکھتے ہیں اور رات کو پوجا کرتے ہیں۔ بعض دن ایسے ہیں جو عورتوں کے ساتھ مخصوص
 ہیں۔ وہ ان عورتوں سے دعائیں کرتی ہیں جو الیٹور کی ان نسوانی صفات کا مظہر ہیں
 جو مختلف اشکال میں ظاہر ہوتی ہیں۔ ان دنوں کو ان کی مخصوص اہمیت کے پیش نظر "رت
 یا عہد معاہدہ کہا جاتا ہے۔ یہ کدو کے تزکیہ کے لیے مخصوص ہیں۔ ان کا مقصد
 روح کو معنوی غذا پہنچانا ہے۔

لے آؤٹ لائن آف ہندو ازم باب ۴۔ سیکشن ۶۔

قدیم مصری دور میں | علامہ سید سلیمان ندوی رم ۳۴۳ھ لکھتے ہیں :-

قدیم مصریوں کے ہاں بھی روزہ دیگر مذہبی تہواروں کے شمول میں نظر آتا ہے
یونان میں صرف عورتیں "تھیسوفیریا" کی تیسری تاریخ کو روزے رکھتی تھیں۔ پارسی
مذہب میں بھی گو عام پیروں پر روزہ فرض نہیں، لیکن ان کی الہامی کتاب کی ایک آیت سے
ثابت ہوتا ہے کہ روزہ کا حکم ان کے یہاں موجود تھا۔ خصوصاً مذہبی پیشواؤں کے لیے
تو بیجا روزہ ضروری تھا۔

عرب میں | اہل عرب بھی اسلام سے پہلے سے روزہ سے کچھ نہ کچھ مانوس تھے، مکہ کے قریشی جاہلیت
کے دنوں میں عاشورا یعنی دسویں محرم کو، روزہ رکھتے تھے۔ کیونکہ اس دن خانہ کعبہ پر غلان چڑھایا
جاتا تھا۔ مدینہ میں یہود اپنا عاشورہ الگ مناتے تھے بلکہ یعنی وہ اپنے ساتویں مہینہ کی دسویں تاریخ
کو روزہ رکھتے تھے۔ ان تصریحات سے ثابت ہوتا ہے کہ قرآن مجید کی یہ آیت :-
كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ
مسلمانو! تم پر روزہ اس طرح لکھا گیا ہے جس طرح تم سے پہلوں پر
لکھا گیا تھا۔

کس قدر تاریخی صداقت پر مبنی ہے۔

روزہ کی حقیقت | روزہ کی غرض و غایت تقویٰ ہے۔ اور روزہ کی یہ حقیقت تمام مذاہب میں مشترک

ہے۔ قرآن مجید نے اس بات کی تصریح کی کہ مسلمانو! تم پر روزہ لکھا گیا جس طرح تم سے پہلے امتوں پر
لکھا گیا تاکہ تم تقویٰ حاصل کرو۔ اور تقویٰ کا مفہوم یہ ہے کہ اپنی خواہشات کو قابو میں رکھا جائے اور
اپنے آپ کو جذبات کے تلامح سے بچایا جاسکے۔ دوسرے الفاظ میں بول سکتے ہیں کہ روزہ ہمارے لیے
ایک قسم کے روحانی علاج کے طور پر فرض ہوا ہے۔

۱۔ سیرۃ النبی جلد ۵ ص ۲۱۲

۲۔ مسند احمد بن حنبل جلد ۶ ص ۲۴۲

۳۔ صحیح بخاری کتاب الصوم جلد ۱ ص ۵۶۲

علامہ سید سلیمان ندوی رم ۳۷۳ھ لکھتے ہیں:

”تقویٰ“ دل کی اس کیفیت کا نام ہے جس کے حاصل ہونے کے بعد دل کو گناہوں سے جھیک معلوم ہونے لگتی اور نیک باتوں کی طرف اس کو بے تابانہ تڑپ ہوتی ہے۔ اور روزہ کا مقصود یہ ہے کہ انسان کے اندر یہی کیفیت پیدا ہو۔ بات یہ ہے کہ انسانوں کے دلوں میں گناہوں کے اکثر جذبات جہمی قوت کی افراط سے پیدا ہوتے ہیں۔ روزہ انسان کے ان جذبات کی شدت کو کمزور کرتا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:-

الصَّوْمُ مَجَبَّةٌ - روزہ ڈھال ہے

اور آپ نے ایسے نوجوانوں کا علاج جو اپنی مالی مجبوریوں کے سبب نکاح کرنے کی قدرت نہیں رکھتے۔ اور ساتھ ہی اپنے نفس پر بھی قابو نہیں رکھتے، روزہ رکھنے کی ترغیب دی ہے اور فرمایا ہے کہ روزہ شہوت کو توڑنے اور کم کرنے کے لیے بہترین چیز ہے۔

علامہ ابن القیم (م ۷۵۰ھ) لکھتے ہیں:

چنانچہ ایسے شخص کو جو نکاح کا خواہشمند ہو اور استطاعت نہ رکھتا ہو اسے روزے رکھنے کی ہدایت کی گئی ہے۔ اور اس کو اس کا تریاق قرار دیا گیا ہے مقصود یہ ہے کہ روزہ کے مصالح اور فوائد چونکہ عقل سلیم اور فطرتِ صحیحہ کی رو سے مسلمہ ہے، اس لیے اس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کی حفاظت کی خاطر محض اپنی رحمت اور احسان سے فرمنا کیا ہے۔

تقویٰ کو تمام عبادات کی اصل قرار دیا گیا ہے۔ علامہ سید سلیمان ندوی فرماتے ہیں:

تمام عبادات میں روزہ کو تقویٰ کی اصل اور بنیاد اس لیے بھی قرار دیا گیا، کہ یہ ایک معنی خاموش عبادت ہے، جو ریا اور نمائش سے بری ہے۔ جب تک خود

انسان اس کا اظہار نہ کرے، دوسروں پر اس کا راز افشا نہیں ہو سکتا۔ اور یہی چیز تمام عبادات کی جڑ اور اخلاق کی بنیاد ہے۔

روزہ کے مقاصد | اسلام میں روزہ کے مقاصد کیا ہیں۔ اس کے متعلق قرآن مجید میں یہ فرمایا گیا ہے:

لِتُكْمِلُوا اللَّهَ عَلَىٰ مَا هَدَىٰكُمْ

أَب تَمَّكَ فَدَلَّنَا جَوْثَمَ كُوْبَايْتِ كِي هِي اس پر اس کی

بڑائی اور عظمت کرو۔

وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ

تاکہ اس ہدایت کے ملنے پر تم خدا کا شکر کرو۔

لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ

تاکہ تم پرہیزگار بنو (یا تم میں تقویٰ پیدا ہو)

روزہ کے مقاصد پر امام غزالی نمونہ ۵، فرماتے ہیں۔

روزہ کا مقصد یہ ہے کہ آدمی اخلاق الہیہ میں سے ایک اخلاق کا پرتوا اپنے اندر

پیدا کرے جس کو صمدیت کہتے ہیں۔ وہ امکانی حد تک فرشتوں کی تقلید کرتے ہوئے

خواہشات سے دست کش ہو جائے۔ اسی لیے کہ فرشتے بھی خواہشات سے پاک ہیں اور

انسان کا مرتبہ بھی بہائم سے بلند ہے۔ نیز خواہشات کے مقابلہ کے لیے اس کو عقل و

تمیز کی روشنی عطا کی گئی ہے۔ البتہ وہ فرشتوں سے اس لحاظ سے کم تر ہے کہ خواہشات

اکثر اس پر غلبہ پالیتی ہیں۔ اور اس کو ان سے آزاد ہونے کے لیے سخت مجاہدہ کرنا پڑتا ہے،

چنانچہ جب وہ اپنی خواہشات کی رو میں بہنے لگتا ہے تو اسفل سافلین تک جا پہنچتا ہے۔

اور جانوروں کے ریوڑ سے جا ملتا ہے اور جب اپنی خواہشات پر غالب آتا ہے تو اعلیٰ علیین

اور فرشتوں کے آفاق تک پہنچ جاتا ہے۔

۱۔ بقرہ النبی جلد ۱ ص ۲۲۹ - ۲ - البقرہ - ۱۸۵ ۳ - البقرہ - ۱۸۵

۵ - احیاء العلوم جلد ۱ ص ۲۱۲ ۱۸۳ - البقرہ -

روزہ کے مقاصد پر علامہ ابن القیم (م ۷۵۰ھ) اسی طرح روشنی ڈالتے ہیں:

روزہ سے مقصود یہ ہے کہ نفسِ انسانی خواہشات اور عادتوں کے شکنجے سے آزاد ہو سکے۔ اس کی شہواتی قوتوں میں اعتدال اور توازن پیدا ہو، اور اس ذریعہ سے وہ سعادتِ ابدی کے گوہر مقصود تک رسائی حاصل کر سکے، اور حیاتِ ابدی کے حصول کے لیے اپنے نفس کا تزکیہ کر سکے۔ مجھوک اور پیاس سے اس کے ہوس کی تیزی اور شہوت کی حدت میں تخفیف پیدا ہو۔ اور یہ بات یاد آئے کہ کتنے مسکین ہیں جو نانِ شبینہ کے محتاج ہیں۔ وہ شیطان کے راستوں کو اس پر تنگ کر دے۔ اور اعضاء جو ارجح کو ان چیزوں کی طرف مائل ہونے سے روک دے، جن میں دنیا و آخرت دونوں کا نقصان ہے۔ اس لحاظ سے یہ اہل تقویٰ کی لگام ہے، مجاہدین کی ڈھال اور ایثار و مقررین کی ریاضت ہے۔

اور روزہ کے اسرار و مقاصد پر مزید روشنی ڈالتے ہوئے حاکم ابن القیم لکھتے ہیں:

روزہ جو ارجح ظاہری اور قرآنے باطنی کی حفاظت میں بڑی تاثیر رکھتا ہے۔ فاسد مادہ کے جمع ہو جانے سے انسان میں جو خرابیاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ ان سے وہ اس کی حفاظت کرتا ہے۔ جو چیزیں مانعِ صحت ہیں ان کو خارج کر دیتا ہے۔ اعضاء و جوارح میں جو خرابیاں ہوا و ہوس کے نتیجہ میں ظاہر ہوتی رہتی ہیں۔ وہ اس سے دفع ہوتی ہیں۔ وہ صحت کے لیے مفید اور تقویٰ کی زندگی اختیار کرنے میں بہت معاون ہے۔

روزہ میں اسلام کا اصلاحی کردار | اسلام نے جس طرح دوسرے تمام فرائض اور عبادات میں اپنا اصلاحی کردار ادا کیا ہے، اسی طرح روزہ کے مفہوم، آداب و احکام اور اس کی شکل اور طریقہ کار میں بھی اپنا اصلاحی کردار ادا کیا ہے۔

مولانا سید ابوالحسن علی ندوی مدظلہ تعالیٰ لکھتے ہیں۔

شہریتِ اسلامی نے نہ روزہ کو نفس کو ایذا پہنچانے اور تکلیف میں مبتلا کرنے کا ذریعہ بنا یا ہے، نہ اس کو خدا کا عذاب قرار دیا ہے۔ پورے قرآن و حدیث میں ایک لفظ بھی ہم کو ایسا نہیں ملتا جس سے اس کا اشارہ نکلتا ہو، اس نے اس کو ایک ایسی عبادت کے طور پر پیش کیا ہے، جس کا مقصد اللہ کا قرب حاصل کرنا ہے۔ اس نے اس کے احکام اور قوانین بھی ایسے خشک اور ظالمانہ نہیں بنائے کہ اس کا قطعی نتیجہ نفس کی ایذا رسانی کی شکل میں ظاہر ہوتا۔ اور اس پر اس کی طاقت سے زیادہ بوجھ پڑ جاتا۔ بلکہ اس نے سحری کھانا سنت قرار دیا۔ اور تاخیر کے ساتھ کھانے کو مستحب، اور ہلات کی کہ فجر کی پورے پھلنے تک کھاتے رہو۔ افطار میں عجلت کا حکم دیا۔ رات اور دن دونوں میں سونے اور آرام کرنے کی اجازت دی۔ کاروبار میں تجارت اور فیڈیکاموں میں انہماک و مصروفیت کو بھی یہودی مذہب کے برعکس جائز رکھا۔ جس میں روزہ کی حالت میں کام کرنا ممنوع ہے اور مکمل طور پر فضولت و عبادت لازمی ہے۔

پس اس بابرکت مہینے میں اتباعِ احکامِ الہی اور احترامِ رمضان نہایت لازم ہے۔